از سرگذشت فاطمہؑ پرسی ز فاطمہؑ

جناب مولانا عینی شاہ صاحب حنفی نظامی مدظلہ، حیدرآباد دکن

خدا گواہ ہے فاطمہؑ اللہ والی تھیں۔ قرآن شاہد ہے فاطمہؑ طاہرہ مطہرہ تھیں۔ رسولؐ کا ارشاد ہے فاطمہؑ حور بہشت تھیں۔ مریم جیسی صدیقہ تھیں اور آسیہ جیسی زکیہ تھیں۔ عرش کا اشارہ ہے فاطمہ عرش مکان تھیں۔ آسمان کا کنایہ ہے فاطمہؑ فلک منزلت تھیں۔ جبرئیل ناقل فاطمہؑ روح قدوس تھیں۔ فرشتے قائل فاطمہؑ فرشتہ تھیں۔ حوروں کا بیان ہے کہ فاطمہؑ حور تھیں، جنت نازاں فاطمہؑ خاتون جنت تھیں۔ وحی کا اشارہ ہے فاطمہؑ خدا کی آواز تھیں اور الہام کہتا ہے فاطمہؑ ملہم من اللہ تھیں، ایمان کہتا ہے فاطمہؑ سب کچھ تھیں۔

محمدؐ کی قسم فاطمہؑ روح محمدؐ تھیں فاطمہؑ نفس محمدؐ تھیں اور شبیہ محمدؐ تھیں۔ نور کی قسم فاطمہؑ نور کا ٹکڑا تھیں۔ نور مجرد تھیں اور نور علیٰ نور تھیں۔ حور کی قسم فاطمہؑ پاک تھیں۔ طاہرہ تھیں اور انسانی حور تھیں۔ جنت کی قسم فاطمہؑ ثمر جنت تھیں، عطر جنت تھیں اور سیدۂ جنت تھیں۔ عرب کی قسم فاطمہؑ سیدۂ عرب تھیں سید العرب کی بی بی تھیں۔ کعبہ کی قسم فاطمہؑ حقیقت کعبہ تھیں اور مولود کعبہ کی زوجہ تھیں۔ مدینہ کی قسم فاطمہؑ مدینہ کا چاند تھیں۔ محمدؐ کا چاند تھیں اور نور اسلام تھیں۔ اُمت کی قسم فاطمہؑ سیدۂ امت تھیں۔ شہنشاہ اُمم کی نور نظر تھیں اور مولائے امت کی دولہن تھیں۔

رسالت فاطمہؑ پر نازاں، نبوت فاطمہؑ پر قرباں، امامت فاطمہؑ کے شایان شرافت، فاطمہؑ کی بلہار، سیادت فاطمہؑ کی نثار، طہارت فاطمہؑ کی زرخرید، عصمت فاطمہؑ کی مرید، عفت فاطمہؑ کی لونڈی، صداقت فاطمہؑ کی خادمہ، جنت فاطمہؑ کی گرویدہ اور امت فاطمہؑ کی زرخریدہ، نبیؐ فاطمہؑ کے، نبوت فاطمہؑ کی، رسولؐ فاطمہؑ کے، رسالت فاطمہؑ کی، امام فاطمہؑ کے، امامت فاطمہؑ کی، وصی فاطمہؑ کے وصایت فاطمہؑ کی، ولی فاطمہؑ کے ولایت فاطمہؑ کی، شہید فاطمہؑ کے شہادت فاطمہؑ کی بلکہ خدا فاطمہؑ کا اور خدائی فاطمہؑ کی۔

قرآن فاطمہؑ کے گھر، اہل قرآن فاطمہؑ کے گھر، ایمان فاطمہؑ کے گھر اور اہل ایمان فاطمہؑ کے گھر، جبرئیل فاطمہؑ کے گھر، تنزیل فاطمہؑ کے گھر، تکبیر فاطمہؑ کے گھر، تفسیر فاطمہؑ کے گھر، طٰہٰ فاطمہؑ کے گھر، یٰسین فاطمہؑ کے گھر، تطہیر فاطمہؑ کے گھر، تنویر فاطمہؑ کے گھر، رضوان فاطمہؑ کے گھر، جنان فاطمہؑ کے گھر، کوثر فاطمہؑ کے گھر ساقیٔ کوثر فاطمہؑ کے گھر، جنت فاطمہؑ کے گھر، شہنشاہ جنت فاطمہؑ کے گھر، تسنیم جنت فاطمہؑ کے گھر، سرداران جنت فاطمہؑ کے گھر، نساء جنت فاطمہؑ کے گھر اور خود فاطمہؑ خاتون جنت فرشتے ان کے چاکر، ثقلین ان کے نوکر، رضوان ان کا درزی، قدسی ان کا دھوبی حوران کی لونڈی باندی اور فاطمہؑ عالم کی شاہزادی۔

سال ولادت بروایت ابن جوزی پنج سال قبل بعثت اور بقول زہری پنج سال بعد بعثت۔ روایت موخر قرین قیاس اور مربوط بہ شہادت امام محمد الباقرؑ ہے۔ رہی تاریخ ولادت وہ

۲۰ر جمادی الثانی صبح یوم جمعہ فریقین سے مروی ہے۔ فاطمہؑ کیا تولد ہوئیں مکان سرد چراغاں ہوگیا۔ فاطمہؑ حور تھیں، نور تھیں اور بروایت بخاری چودھواں چاند اور بدر الدجی تھیں اور چاند بھی آسمان نبوت کا اور فلک رسالت کا، چاند بھی ختم نبوت کا اور محمد رسولؐ اللہ کا، مکہ سارا روشن ہوگیا، کعبہ سارا جگمگ جگمگ کرنے لگا زمین وآسمان منور ہوگیا حقیقت بھی یہ ہے کہ بی بی فاطمہ محدثین کی روایات سے بھی ایک روشن ستارہ اور بدر کامل تھیں۔ اندھیرے میں نکلتیں تو گلیاں روشن ہوجاتیں لوگ جان جاتے کہ فاطمہؑ کی سواری جارہی ہے۔ راستے سے گزر ہوتا تو خوشبو کی مہک جاتی اور مشام معطر ہوجاتے۔ کسی بی بی سے مصافحہ فرمالیا تو اٹھوارہ تک خوشبو باقی رہتی۔ ماں اور باپ دونوں کے دونوں آپ کی خوشبو سونگھا کرتے بلکہ باپ فرمایا بھی کرتے بیٹی! تم ثمر بہشتی کا عطر ہو۔

فاطمہؑ تو ڑے تاڑے باپ تھیں، صورت میں تصویر محمدؐ، سیرت میں سراپا محمدؐ، رفتار میں شبیہ محمدؐ، گفتار میں نظیر محمدؐ تھیں۔ اخلاق میں ہو بہو باپ تھیں۔ لب ولہجہ میں باپ ہی باپ تھیں ملکۂ عرب کی نور نظر، شہنشاہ کونین کی لخت جگر، آرزوؤں تمناؤں کی جنی، ثمر جنت سے پھلی پھولی، جبرئیلؑ امین کی لاڈلی، خدا کی پیاری، رسولؐ کی دلاری اور خدیجہؑ کی جائی۔ ہزاروں میں ایک تھیں، باپ بلہار تو ماں قربان، ماں واری واری جاتیں تو باپ نثار ہوتے تھے باپ کی نور نظر اور ماں کا کلیجہ تھیں۔ نازک بدن نازک مزاج، نازک طبع، نازک دماغ، نازک دل تھیں۔ آٹھ سال ماں اور باپ دونوں نے ناز برداریاں کیں، آٹھویں برس ماں کی گود سے جدا ہوئیں اور باپ ہی باپ کلیجے سے لگا کر پالا آنکھوں پر رکھ کر پرورش کی، دوگنا لاڈ پیار کیا، دن میں گود سے نہ اُتارا اور رات میں چھاتی سے لگا کر سُلایا، کبھی آزردہ ہونے نہ دیا۔ کبھی ڈرایا نہ دھمکایا پھر بھی آپ کو یہ خیال آتا تھا کہ فاطمہؑ کو ماں کی یاد ستاتی ہوگی۔ اس ننھی سی جان کو ماں کی ضرورت ہے۔ ڈھونڈھتے ڈھونڈھواتے حضرت سودہؓ کو گھر لائے اور تاکید کی کہ فاطمہؑ کی ماں بنی رہنا، اس کی دلجوئی میری خوشنودی اور اس کی خدمت میری خدمت ہے، فاطمہؑ باپ کے اس چاہ و پیار میں ماں کو بھول گئیں۔ باپ کی محبت سے بہل گئیں۔ باپ بیٹی کو دیکھکر جیتے تھے اور بیٹی باپ کو دیکھ کر زندہ تھیں۔ باپ کو بیٹی کی جدائی شاق تھی اور بیٹی کو باپ کی جدائی ناگوار تھی۔

فاطمہؑ نے باپ کی گود میں ماں کی مامتا کا لطف اُٹھایا۔ باپ کی آغوش میں پھلیں پھولیں اور باپ کے زیر سایہ پل کر جوان ہوئیں۔ باپ کے پہلو میں چین سے گزاریں اور باپ کے سایہ میں ہوش سنبھالیں۔ تھیں تو شہزادی، مگر دنیا نزدیک نہ تھی، دولت ماں کے قدموں کو چومتی تھی مگر ماں نے سب کا سب فاطمہؑ کے باپ پر نثار کردیا تھا۔ دولت مند ماں کی بیٹی تھی مگر ٹکا پاس نہ تھا، شہنشاہ عرب کی دختر تھیں مگر کوڑی گھر میں نہ تھی۔ پھر بھی خوش وخرم شاد وخنداں تھیں کیونکہ لاکھ دولت کی دولت چاہنے والے باپ تھے، فاقے کرتی رہیں مگر تیوریوں پر کبھی بل نہ آیا، بھوکی رہتی تھیں مگر اُف نہ کیا، پھٹے پرانے پر گزارے مگر کبھی فرمائش نہ کی۔ باپ سر پر تھے، آنند تھا، چین تھا، آرام تھا، سُکھ تھا اور اطمینان تھا۔ ادھر باپ کو دیکھا بھوک پیاس بند

ہوگئی، باپ نے چھاتی سے لگایا اور فاطمہؑ نہال ہوگئیں۔ باپ نے پیار کیا اور بیٹی باغ باغ ہوگئیں۔ فاطمہؑ کو نہ بے زری کا خیال تھا نہ فاقوں کا ملال تھا۔ خیال تھا تو باپ کا اور فکر تھی تو باپ کی، باپ کا ملال بیٹی کا ملال اور بیٹی کی آزردگی باپ کو رنجیدہ تھی۔ باپ کو اُداس دیکھا تو بیٹی رو پڑتیں اور بیٹی کو ملول دیکھا تو باپ اشکبار ہوجاتے یہ تھے باپ بیٹی کے حالات، باپ بھی وہ جو لاکھوں میں ایک، کروروں میں ایک بلکہ دنیا میں ایک، باپ بھی وہ جو تاجدار اقلیم ریاست۔ باپ بھی وہ جو سریر آرائے ملک نبوت، باپ بھی وہ جس کے ہاتھوں میں کلید جنت، باپ بھی وہ جو خدا کی رحمت، ایسے باپ کے فاطمہؑ ہزاروں جان سے فدا تھیں تو تعجب کون سا۔ ایسے باپ پر بیٹی ناز نہ کرے تو کیا کرے۔ یہی وہ روحانی مسرت تھی جو فاطمہؑ کے رواں رواں میں جاری وساری تھی اور جو مادی دنیا کی کج ادائیوں کے باوجود فاطمہؑ کو مسرور وشاد ماں رکھتی تھی۔

رہی بیٹی! بیٹی نہ تھی خدا کا معجزہ اور خدا کی خاص عطا تھی۔ بیٹی وہ جو کسی نبی کو کسی رسول کو نہ ملی، بیٹی کیا تھی، آسمانی فرشتہ، جنت کی حور اور مجسم نور اور نور علیٰ نور، عاصمہ ایسی جس کی ولادت پر مریم نے بلائیں لیں، عفیفہ ایسی جس کی شان عفت پر آسیہ حیران رہیں۔ طاہری ایسی جس کی طہارت کی خدا نے گواہی دی، صدیقہ ایسی جس کی تصدیق کے لئے رضوان زمین پر آیا، زاہدہ ایسی جس کے دامن کو دنیا کی ہوا نہ لگی، عابدہ ایسی کہ عبادت جس پر نازاں رہی، صائمہ ایسی جس کی شہادت قرآن نے دی، صابرہ ایسی جس کی تصدیق

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّھَا
صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیاً

کے لفظ لفظ سے ہویدا ہے وجاہت کا یہ عالم کہ پیغمبرؐ بیٹی کو آتے دیکھ کر استادہ ہوجاتے تھے۔ وقار کا یہ انداز کہ آنحضرتؐ بڑھ کر استقبال فرماتے تھے اور رتبہ کا یہ ارتفاع کہ پیغمبرؐ اپنی پشت پر بٹھایا کرتے تھے۔ اور علوے شان یہ کہ خود آنحضرت نے بیٹی کو یاام محمدؐ پکارا۔

اُحد کی جنگ میں دشمنوں نے بے پر کی اُڑائی کہ آنحضرتؐ شہید ہوگئے۔ رفتہ رفتہ یہ خبر مدینہ پہنچی۔ فاطمہؑ سنتے ہی ماہی بے آب ہوگئیں۔ زمین تلووں سے نکل گئی، آنکھوں میں اندھیرا آگیا، روتی بلبلاتی، سر پیٹتی، فریاد کرتی، کھلے سر، ننگے پاؤں دوڑتی دوڑاتی میدانِ احد آئیں۔ بے ہوش باپ کے قدموں میں لوٹ گئیں اشکوں سے زخم دھوئے اور سر کے بالوں سے باپ کا پسینہ پوچھا۔ خوشبوئے فاطمہؑ سے حضور نے آنکھیں کھول دیں۔ فرمایا: فاطمہؑ! تم کہاں! عرض کیا حضور کے قدموں میں! باپ بیٹی کو لپٹ کر اتنا روئے کہ صحابہ تک رونے لگے۔ بیٹی نے زخموں کو دھویا، دوپٹہ پھاڑ کر پٹیاں چڑھائیں اور سر اقدس زانوے اطہر پر رکھیں اور اپنے بالوں سے ہوا دینے لگیں ادھر باپ کو آرام ملا اور اُدھر بیٹی کو چین آیا۔

سفر سے آنحضرتؐ جب بھی واپس ہوتے سب سے پہلے بیٹی کے گھر پر قدم رنجہ فرماتے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ النُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ کے لفظوں میں سلام کرتے۔ بیٹی باپ کی آواز سن کر دوڑی دوڑی آتیں۔ باپ سے لپٹ

جاتیں سر کے بالوں سے گرد پائے اقدس جھاڑتیں اور باپ کو گھر لاکر اپنی مسند پر بٹھاتیں اور جو ماحضر ہوتا پیش کرتیں اور کھڑی ہو کر پنکھا جھلتیں۔ یہ تھا باپ بیٹی کی محبت کا حال، باپ بیٹی کا دیوانہ اور بیٹی باپ کے روئے اقدس کی پروانہ، فاطمہؑ کو نہ زر چاہئے تھا نہ مال، نہ دنیا چاہئے تھی نہ دولت، نہ محل چاہئے تھا نہ قصور، صرف محمدؐ چاہئے تھے اور بس۔ باپ تھے اور بیٹی، بیٹی تھیں اور باپ۔ اسی پر فرمایا بھی فَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِنِّیْ مَنْ اٰذَاھَا فَقَدْ اٰذَانِیْ۔ فاطمہؑ میری لخت جگر ہے جس نے اس کو ستایا مجھے ستایا اور فرمایا: اَحَبُّ اَھْلِیْ فَاطِمَۃُ بِنْتِیْ۔ میری بیٹی فاطمہؑ مجھے سب سے زیادہ عزیز ترین ہے۔

فاطمہؑ اب ہوش سنبھال چکیں اور سیانی ہوتی گئیں۔ بیٹی کو دیکھتے تو آبدیدہ ہوجاتے فرماتے بن ماں کی بچی ہے۔ اس کی بھی ماں ہوتیں تو جہیز جوڑتیں، اس کے لئے کچھ سیتی سلاتیں اور اس کی شادی بیاہ کا کوئی انتظام کرتیں اور بیٹی کو بلا کر پیار کرتے اور چھاتی سے لگاتے فرماتے بیٹی خدا تیرا کفیل ہے۔ خدا سے آپ کا یہ رنج دیکھا نہ گیا ۲ھ ہجری میں رمضان المبارک کے وسط میں وحی نازل ہوئی کہ ہم نے علیؑ اور فاطمہؑ کا عقد آسمان پر کر دیا ہے آپ بھی زمین پر اس فرض کو انجام دے دیجئے۔ آنحضرت نے حضرت علیؑ کو طلب فرمایا اور زرہ رہن کرا کر چار سو اسی دینار منگوائے۔ اسّی دینار حضرت ام سلمہ کے حوالہ فرما کر ارشاد کیا کہ اس بن ماں کی لڑکی کا کچھ سامان جہیز تیار کردو۔ حضرت ام سلمہ نے اپنے جوڑے بھی اس میں شریک کر کے جہیز تیار کر دیا اور حضرت علیؑ سے آنحضرت نے اپنی چہیتی بیٹی کا عقد کر دیا۔ مگر چونکہ فاطمہؑ دسویں سال میں تھیں رخصتی کی رسم ماہ ذی الحجہ میں فرمائی اور باپ بیٹی کو اپنے ساتھ لئے حضرت علیؑ کے گھر پر پہنچا آئے۔ اور آتے ہوئے اسماء بنت عمیسؓ کو حکم دیا کہ وہ رات فاطمہؑ کے ساتھ گزاریں، پھر صبح کی نماز کے بعد بیٹی کو دیکھنے روانہ ہوئے اور بیٹی کو چھاتی سے لگایا اور نصیحتیں فرمائیں۔ جب آنحضرت نے اپنے ازواج مطہرات کے مکان بنائے تو بیٹی کے لئے حضرت عائشہؓ کے متصل کا مکان دے دیا۔ اس پر بھی روز ایک مرتبہ اور بعض وقت دو مرتبہ بیٹی کو دیکھ آیا کرتے تھے۔

سیدۂ عالم کی اٹھارہ انیس سالہ دنیاوی زندگی میں یہ آخری ۹رسالہ دور گویا زمانہ مسرّت تھا جس میں نہ عیش تھا نہ آرام نہ فارغ البالی تھی نہ خوش حالی فاقہ کشیوں کا نامتناہی سلسلہ عُسرت اور بھوک پیاس کا دور دورہ تھا پھر بھی فاطمہؑ کے لئے باپ کا سایہ ہزاروں عیش کا ایک عیش اور لاکھوں آرام کا ایک آرام تھا۔ مگر کب تک آخر یہ سایہ بھی اب اُٹھنے والا اور فاطمہؑ سے جدا ہونے والا تھا۔ فاطمہؑ کے لئے بھی یہ نامبارک گھڑی مقدر تھی اور فاطمہؑ کی ساری کائنات اب لُٹنے کو تھی۔ سید الاولین والآخرین بستر پر فریش ہیں، بخار تیز ہے، کمزوری اور نقاہت بڑھ گئی ہے، غشی کا دورہ ہو رہا ہے فاطمہؑ زار زار روتی ہوئی سرہانے بیٹھی ہیں۔ آنسو رخسار انور پر گرتے ہیں۔ آنکھیں کھول کر بیٹی کو روتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ بیٹی کا سر لے کر چھاتی سے لگاتے ہیں، پیار کرتے ہیں، فاطمہؑ کی زلف سونگھتے ہیں اور فرماتے ہیں میری فاطمہؑ روؤ دھوؤ نہیں۔ تمہارا رونا مجھے بے چین کئے دیتا ہے۔ حاملانِ عرش کو

رُلائے دیتا ہے میں تم کو روتے دیکھ نہیں سکتا۔ بیٹی تم پر مصیبت ٹوٹ پڑے گی، تم صبر کرنا۔ تم مجھ سے جلد ملوگی، صبر کئے بغیر چارہ نہیں، بابا خدا حافظ۔ سرور عالم تشریف فرمائے عالم بالا ہوجاتے ہیں اور فاطمہؑ پر حقیقی معنوں میں آسمان ٹوٹ پڑتا ہے فاطمہؑ کی ساری آسودہ حالی بس ختم ہوچکی بلکہ دنیا اور دنیا کی زندگی تمام ہوچکی بقیہ دوڈھائی مہینے خود فاطمہؑ کے الفاظ:

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّهَا
صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

سے ظاہر ہیں کہ کیسے تھے۔

فاطمہؑ آسودہ حال تھیں دکھیا ہوگئیں، ہنس مکھ تھیں، رونہار ہوگئیں، غم والم کی تصویر ہوگئیں، رنج ومحن کی سراپا بن گئیں۔ فاطمہؑ کا سایہ اُٹھ گیا، فاطمہؑ کا سرپرست نہ رہا، فاطمہؑ کا سہارا نہ رہا، فاطمہؑ کی دنیا سیاہ ہوگئی، فاطمہؑ کی کائنات لُٹ گئی، فاطمہؑ یتیم ہوگئیں، فاطمہؑ یسیر ہوگئیں، دن کاٹ کھانے لگے، راتیں بھیانک ہوگئیں، دیس بدیس ہوگیا، وطن وطن نہ رہا، مدینہ پردیس دکھائی دینے لگا، اپنے پرائے نظر آنے لگے، یگانے بیگانے معلوم ہونے لگے۔ فاطمہؑ دیس میں بدیسی ہوگئیں، آسمان تیوریاں بدلنے لگا، زمین تنگ ہونے لگی، فاطمہؑ تھیں اور رونا تھا فاطمہؑ تھیں اور نالہ وزاری تھیں، فاطمہؑ تھیں اور آہ آہ تھی۔ فاطمہؑ تھیں اور آنسوؤں کی جھڑیاں تھیں، حجرہ تھا اور فاطمہؑ تھیں، باپ کا مزار تھا اور فاطمہؑ تھیں، کھڑی پچھاڑیاں کھارہی ہیں، مزار سے لپٹ جارہی ہیں داڑھیں مار کر رورہی ہیں اور حال دل سنارہی ہیں۔ چکر پر چکر آرہے ہیں۔ مزار انور کے صدقے جارہی ہیں۔ پریشان حال شوہر اور سوگوار بچے سمجھاتے ہیں بجھاتے ہیں بہ ہزار دقت گھر لے آتے ہیں۔ اس رات دن کے رونے نے مریمؑ امت کو ناتواں اور لاغر کردیا۔ چلنا پھرنا مشکل ہوگیا۔ صورت کی بے صورت ہوگئی حال کا بے حال ہوگیا۔ آنکھوں میں حلقے پڑ گئے۔ ہاتھ پاؤں میں رعشہ ہوگیا۔ سوکھ کر کانٹا ہوگئیں، بخار رات دن چڑھے کا چڑھا رہا۔ نہ کھاتی تھیں، نہ پیتی تھیں، نہ بولتی تھیں نہ چالتی تھیں، بولتی تھیں تو یہی کہ ''مجھ پر جو مصیبت پڑی ہے دنوں پر پڑتی تو وہ راتوں کے مانند سیاہ ہوجاتے'' اور پھر زار زار روتی تھیں۔ روتے روتے کلیجہ پانی ہوگیا آخر بھری جوانی میں اٹھارہ انیس برس کے اندر باہر باپ کی دو ڈھائی مہینہ بعد بروایت حضرت عائشہؓ وحضرت جابرؓ باپ کی بیٹی باپ کے پاس چلی گئیں۔

رخصتی کا دن، تھا تو دن، مگر رات سے بڑھ کر سیاہ اور بے نور تھا۔ مدینہ پر اُداسی سی چھا گئی تھی، شہر ویران دکھائی دیتا تھا۔ مگر اس دن فاطمہؑ نہ روتی تھیں، نہ دھوتی تھیں، صبح صبح اٹھیں نماز سے فارغ ہوئیں اپنے معصوموں کو نہلایا دُھلایا، کپڑے پہنائے، سرمہ لگایا اور ایک ایک کو چھاتی سے لگایا۔ پیار کیا، خود غسل فرمایا کپڑے بدلے، اپنا تابوط اسماء کی مدد سے تیار کیا۔ شوہر کو بلوایا اور کہا آج ہماری روانگی ہے۔ تم کو اور بچوں کو سپرد خدا کیا۔ تمہارا خدا کے سوائے ہے بھی کون؟ میری وصیت ہے کہ مجھے نہ غسل چاہئے، نہ کفن، میں نے نہایا دھویا اور کفن پہنا ہے۔ میرا جنازہ یہاں سے باہر نہ نکلے۔ غیر کی پرچھائیں تک اس پر نہ پڑے، غیر کا ہاتھ نہ لگے۔ بلکہ

(بقیہ صفحہ ۳۷ پر۔۔۔۔۔۔۔۔)

شب تاریک ایک سجدے میں کاٹ دیتا ہے اور ہزار مرتبہ فرماتا ہے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حَقًّا حَقًّا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صِدْقًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تَعَبُّدًا وَرِقًّا'' ذخیرۃ المال شرح عقد جواہر اللئالی مصنفہ علامہ شہاب الدین بن احمد عبدالقادر العجلی الحفظی الشافعی)

تاریخ عالم بتائے آسمانوں کے نیچے اگر کسی نے ایسا سجدہ کیا ہو زمین کے ذرّے ذرّے سے پوچھو دیکھو اس سجدے کا مثل روئے زمین پر ہوا ہے۔ حاشا حاشا حسینی شہادت کی بےنظیری گواہی ہے کہ اس سجدے کا مثل نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ آفرینش عالم سے اسیری وقید وبند کب نہیں ہوئی سقراط بھی اسیر ہوئے بقولِ نصاریٰ جناب عیسیٰؑ بھی اسیر ہوئے لیکن اس اسیر راہ خدا کی اسیری حقیقی آزادیوں کا پیغام سنانے آئی اموی اور عباسی زبانیں گونگی ہوگئیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اولاد رسولؐ سے بیعت کا پھر مطالبہ نہ کرسکیں۔

قیدخانوں میں بغاوتیں اور بھوک ہڑتال کرکے گورنمنٹوں کا عاجز کرنا بھوک سے جان دے دینا یا حکومت کو آزادی پر مجبور کرنا سچ بتاؤ اس طریق میں روحانی کشش ہے یا اس اسیر راہ خدا کی اسیری میں جو قیدخانے کو عبادت خانہ بنا کر یزید ایسے بے رحم کو رہا کردینے اور ہدایا وتحف دینے پر مجبور کردے۔ امام علیہ السلام نے ہمیشہ کے لئے سبق دیا ہے کہ شہادت ہو یا اسیری حفظ دین کے سوا جائز نہیں۔ حسینی جنگ اگر ملک گیری کے لئے ہوتی تو انھیں کا فرزند قید سے چھوٹ کر یزید سے زروجواہر لے کر شام کا قیام کیوں نہ اختیار کرتا اور آئندہ حاکم شام کی اطاعت سے کثیر فوائد حاصل کرتا۔ قبر رسولؐ کی مجاورت وحفظ اسلام یہی ان حضرات کا منشا تھا جس کے لئے امام حسینؑ نے شہادت اختیار کی اور ان کے فرزند نے اسیری کی تکلیفیں جھیلیں اور حفظ اسلام پر دائمی مہریں لگا دیں حسینؑ شہادت میں بےنظیر ان کا فرزند قید واسیری میں بےنظیر ہے۔

❁❁❁

(بقیہ.........ازسرگذشت فاطمہؑ پرسی زفاطمہؑ)

جنازہ سورج بھی نہ دیکھے۔ رات میں ہی اسی جگہ مجھے دفنا دو۔ سب کام تم اپنے ہاتھوں سے انجام دو۔ اگر تھکن ہو تو عباسؓ اور ان کے بچے اور پھر اسماء بنت عمیس ہیں۔ اتنا فرمایا اور بستر پر لیٹ رہیں اور آنکھیں ہمیشہ کے لئے بند فرمالیں یہ شمع عصمت ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئی غالباً ۱۵/ جمادی الاول یوم جمعہ تھا۔

آقازادی تم پر خدا کا درودوسلام، تمہارے باپ کا درودوسلام۔ رسول نبیوں کا درودوسلام، فرشتوں کا درودوسلام، تمہارے شوہر علیؑ کا درودوسلام تمہارے لخت جگر حسن مجتبیٰؑ کا درودوسلام، تمہارے پیارے حسینؑ کے تن بے سر کا درودوسلام تمہاری دکھیاری صاحبزادیوں کا درودوسلام۔ ہم لونڈی غلاموں کا مودبانہ درودوسلام۔

ناظرین متحیر ہوں گے کہ جشن میں مرثیہ کیسا؟ مگر وہ برائے خدا بتادیں کہ اس دکھیا شاہزادی کی اٹھارہ انیس سال دور زندگی میں خوشی کی کون سی ایسی گھڑی گزری۔ مکہ کی زندگی قریش کی ایذارسانیوں پر کُڑھتے گزری، مدینہ کا دور دورہ فاقہ کشیوں اور چکی پیسنے میں تمام ہوا۔ مگر پھر بھی باپ سر پر تھے اور باپ کے بعد دو ڈھائی مہینے تو فاطمہؑ کے حق میں قیامت تھے۔ ایں سرگزشتِ فاطمہؑ حاشا زمن مپرس۔

❁❁❁